قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابوسعید

منگل 11 مئی 2021ء | 27 رمضان 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:112

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

(الجمعة: 10)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

فرمان خلیفہ وقت

جمعۃ الوداع

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت ﷺ نے مختلف مواقع پر جمعہ کے دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن جمعۃ الوداع کی کسی اہمیت کا تصور نہیں ملتا۔ بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس آخری جمعہ میں جو رمضان کا آخری جمعہ ہے، یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس جمعہ سے اس طرح گزریں اور نکلیں کہ رمضان کے بعد آنے والے جمعہ کی تیاری اور استقبال کر رہے ہوں اور پھر ہر آنے والا جو جمعہ ہے وہ ہر نئے آنے والے جمعہ کی تیاری کرواتے ہوئے ہمیں روحانیت میں ترقی کے نئے راستے دکھانے والا بنتا چلا جائے اور یوں ہمارے اندر روحانی روشنی کے چراغ سے چراغ جلتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو اور ہر آنے والا رمضان ہمیں روحانیت کے نئے راستے دکھاتے چلے جانے والا رمضان ہو، نئی منازل کی طرف راہنمائی کرنے والا رمضان ہو جس کا اثر ہم ہر لحہ اپنی زندگیوں پر بھی دیکھیں اور اپنے بیوی بچوں پر بھی دیکھیں اور اپنے ماحول پر بھی دیکھیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد سوئم صفحہ 529)

’’آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے جس کو جمعۃ الوداع کہنے کی ایک اصطلاح چل پڑی ہے۔ غیروں میں تو خیر دین میں اتنا بگاڑ پیدا کرلیا ہے کہ وہ تو اس کو جو بھی چاہے نام دیں، اور جو بھی چاہیں عمل کریں، جس طرح جی چاہے عمل کریں اور اس کی تشریح بیان کریں، یہ ان کا معاملہ ہے۔ بلکہ وہ تو اس

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- (منظوم)
- تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ
- رمضان المبارک کی روحانی اور پرمسرت یادیں
- حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے 29 رمضان المبارک کے ایک درس سے ایک ایمان افروز واقعہ

فرمانِ رسول ﷺ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان کے روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہیں، یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، اور اللہ سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ یوم عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۴۲۵)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

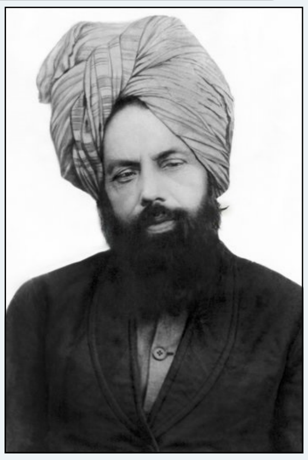

روزہ کے مسائل

ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے دن روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟ فرمایا:۔

’’ضروری نہیں ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 11 جلد 6 مؤرخہ 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ محرم کے پہلے دس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟ فرمایا:۔

’’ضروری نہیں ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 11 جلد 6 مؤرخہ 14 مارچ 1907ء صفحہ 5)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزہ کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی۔ اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ:۔

’’ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا، دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں، صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 7 جلد 6 مؤرخہ 14 فروری 1907ء صفحہ 8)

ایک شخص کا سوال حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’جائز ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

اسی شخص کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’جائز ہے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

اسی شخص کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

’’اسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہئے۔ اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:۔

’’ایک ہی بات ہے۔ خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 6 جلد 6 مؤرخہ 07 فروری 1907ء صفحہ 4)

دربارِ خلافت

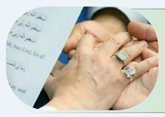

’’نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آپؑ نے فرمایا ’’پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذّتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت اُس کے بالمقابل مجسّم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر، سردی میں وضو کر کے، خوابِ راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اُس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو‘‘۔

(ملفوظات جلدنمبر 9 صفحہ 7۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

پھر 1906ء کی ایک مجلس میں آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’دعا کے معاملہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا جو کسی کا انصاف نہ کرتا تھا اور رات دن اپنی عیش میں مصروف رہتا تھا۔ ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا وہ ہر وقت اُس کے دروازے پر آتی اور اُس سے انصاف چاہتی۔ وہ برابر ایسا کرتی رہتی یہاں تک کہ قاضی تنگ آ گیا اور اُس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصلہ کیا اور اُس کا انصاف اُسے دیا‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آ ہی جائے گا۔ استقامت شرط ہے‘‘۔

(ملفوظات جلدنمبر 9 صفحہ 41۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک جگہ آپ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ دیکھو: ’’نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا تعالیٰ نے لعنت اور وَیل بھیجا ہے چہ جائیکہ اُن کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ وَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ (الماعون: 5) خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ اُن نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت سے اور اُس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔ صحابہ (رضوان اللہ علیہم) تو خود عربی زبان رکھتے تھے اور اُس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں۔ مگر اِن لوگوں نے تو ایسا سمجھ لیا ہے جیسے کہ دوسرا نبی آ گیا ہے اور اس نے گویا نماز کو منسوخ ہی کر دیا ہے‘‘۔ (یعنی بجائے اس کے کہ نماز کو سمجھیں، صرف رسمی چیزیں رہ گئی ہیں اور نماز کو اب اس طرح بنا لیا ہے جیسا کہ حکم ہی نئے آ گئے ہیں اور کسی نئے نبی نے حکم دے دیئے ہیں)۔ فرمایا: ’’دیکھو! خدا تعالیٰ کا اس میں فائدہ نہیں، بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے کہ اُس کو خدا تعالیٰ کی حضوری کا موقعہ دیا جاتا ہے اور عرض معروض کرنے کی عزّت عطا کی جاتی ہے جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔ مَیں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گزر جاتا ہے اور رات بھی گزر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ اُن کا کوئی خدا بھی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی‘‘۔ فرمایا: ’’مَیں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جا رہی ہے۔ غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے‘‘۔

(ملفوظات جلدنمبر 10 صفحہ 412-413۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

مارچ 1907ء کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے تو وہاں دو احباب کی آپس کی ناراضگی کا ذکر ہوا کہ اُن میں

بقیہ صفحہ 8 پر

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَا

ربّنا جو بھول ہو خطا کروں تو بخش دے
ربّنا جو سہو ہو گنہ کروں تو بخش دے
ربنا ہے التجا کوئی مؤاخذہ نہ کر

بار تھا جو پہلوں پر نہ ہم پہ ایسا بوجھ ڈال
جس کی تاب ہو محال تو وہ بھاری بوجھ ٹال
ربنا ہے التجا کوئی مؤاخذہ نہ کر

کردے درگزر ہمیں اور ہمیشہ رحم کر
تو ہمارا ساتھ دے کافروں کی قوم پر
ربنا ہے التجا کوئی مؤا خذہ نہ کر

رحم تیرا میرے رب حاوی ہے جہان پر
ڈال پیار کی نگاہ بے نوا کی جان پر
ربنا ہے التجا کوئی مؤاخذہ نہ کر

دل ہر ایک درد میں تجھ کو ہے پکارتا
ہاتھ ہے امید کا تیری طرف اُٹھا ہوا
ربنا ہے التجا کوئی مؤاخذہ نہ کر

شام گہری ہو گئی بے کس ہوں خالی ہاتھ ہوں
جانا ہے بہت ہی دور کیا زاد راہ ساتھ لوں؟
ربنا ہے التجا کوئی مؤاخذہ نہ کر

ہر قدم ہیں زندگی میں ہم و غم کے سلسلے
ہو نگاہِ لطف تو نجات و مخلصی ملے
ربنا ہے التجا کوئی مؤاخذہ نہ کر

امۃ الباری ناصر

آج کی دعا

پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو۔ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اترے۔ ایک طرف سے پُختہ طور پر قطع کرو۔ اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمہاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔ آمین ثم آمین

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ :85)

یہ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی اپنی پیاری جماعت کے حق میں بہت پیاری دعا ہے۔ جس میں آپؑ نے عمدہ، سچی اور پاک تعلیم کا خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ اللہ کرے کہ جماعت کے ہر فرد کے حق میں آپؑ کی یہ دعا قبول ہو۔ آمین

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے
کر انکے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیک و گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

مرسلہ: مریم رحمٰن

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ

رمضان کا آخری عشرہ دعاؤں کا خاص زمانہ ہے

اب ایک دو روز میں رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے جو رمضان کے مبارک مہینہ کا مبارک ترین عشرہ ہے۔ اس مہینے کے متعلق خدا کا قرآن مجید میں وعدہ ہے کہ وہ اس مہینے میں مخلص مومنوں کی دعاؤں کو زیادہ قبول کرتا ہے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ ان ایام میں دعاؤں کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اور اپنے قلوب میں خاص طور پر درد و سوز کی کیفیت پیدا کریں تا کہ ان کی دعائیں خدا کے فضل و رحمت کو کھینچنے والی ہوں۔

انسان اپنے لئے اور اپنے عزیزوں کے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے تو دعا کرتا ہی ہے اور اسے کرنی چاہئے مگر دوستوں کو چاہئے کہ ان ایام میں اسلام اور جماعت کی ترقی کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔ اور خدا کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ گر کر اس کے فضل و رحمت کے طالب ہوں۔ دراصل غور کیا جائے تو اسلام اور جماعت کی ترقی کے لئے دعا میں لازماً انسان کی خود اپنی دعا بھی شامل ہوتی ہے۔ کیونکہ جب اسلام اور جماعت ترقی کریں گے تو افراد کا قدم بھی لازماً آگے بڑھے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک نظم میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کیا خوب فرمایا ہے کہ۔ ع

"تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے"

اسی لئے آنحضرت ﷺ نے درود کی دعا پر بہت زور دیا ہے۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ ان مبارک ایام میں درود بہت کثرت سے پڑھیں اور اسلام اور جماعت کی ترقی کے لئے بہت درد اور سوز سے دعائیں کریں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی ترقی اور غلبہ کا دن قریب سے قریب تر لے آئے اور رسول اکرم ﷺ کے دین متین کا بول بالا ہو۔ آمین

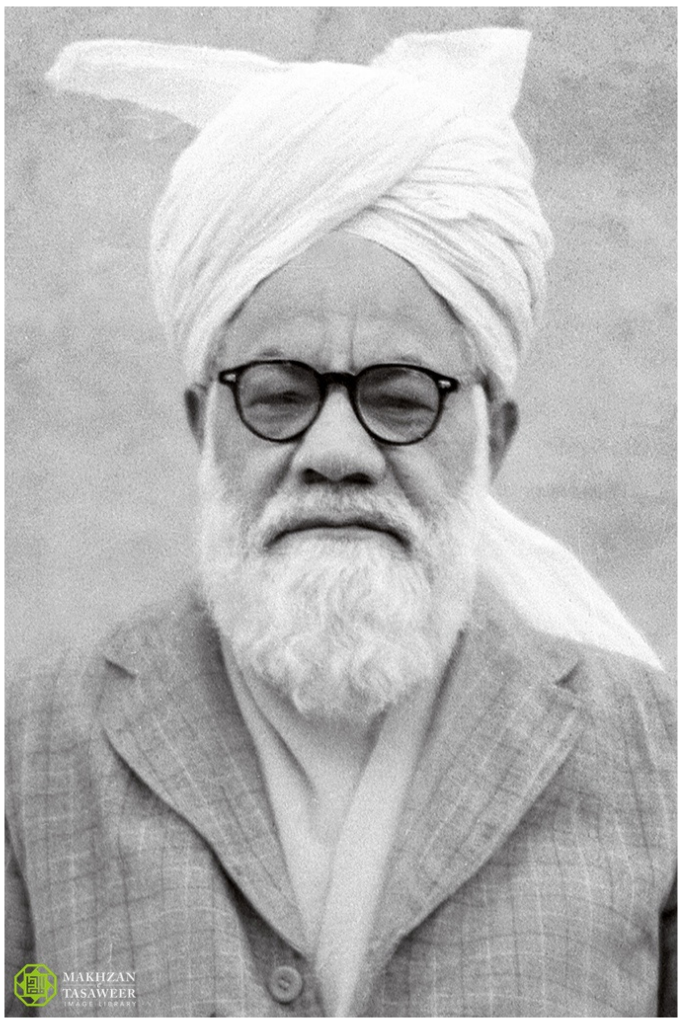

(محررہ 14 فروری 1963ء)

(روزنامہ الفضل 16 فروری 1963ء)

فدیہ دینے والے احباب توجہ فرمائیں

رمضان کا مبارک مہینہ آ رہا ہے کیا ہی بابرکت ہوں گے وہ لوگ جنہیں اس مہینہ میں اخلاص اور نیکی اور تقویٰ کی روح کے ساتھ روزے رکھنے اور خاص عبادت اور دعاؤں کی توفیق حاصل ہو۔ قرآن فرماتا ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ لیکن اگر کسی بھائی یا بہن کو لمبی بیماری یا بڑھاپے کی حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اس کے لئے ہمارے رحیم و کریم آسمانی آقا نے روزے کی جگہ فدیہ ادا کرنے کی اجازت دی ہے اور سچی نیت سے فدیہ ادا کرنے والا جو بہانہ خوری سے کام نہ لیتا ہو خدا سے وہی اجر پائے گا جو روزہ دار کو ملتا ہے کیونکہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ پس ہر شخص اپنے نفس کا محاسبہ کر کے روزے یا فدیہ کا فیصلہ کرے۔ اگر وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوئے روزے کو ٹالتا ہے تو وہ مجرم ہے لیکن اگر وہ حقیقتاً معذور ہے تو وہ خدا کے نزدیک قابلِ معافی ہے بلکہ اگر اس کی نیت پاک ہے اور معذوری حقیقی ہے تو وہ اجر کا مستحق ہو گا۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ فدیہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو لمبی بیماری یا بڑھاپے کے ضعف کی وجہ سے روزہ رکھنے سے حقیقتاً معذور ہو چکے ہوں۔ ورنہ عارضی بیماری کی صورت میں عِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کا حکم ہے یعنی بیماری یا سفر کی حالت دور ہونے پر انہیں چاہئے کہ دوسرے دنوں میں اپنے روزوں کی مقررہ گنتی کو پورا کریں اور خدائی حساب میں فرق نہ آنے دیں...... اگر فدیہ دینے والوں کے قرب و جوار میں غریب لوگ موجود ہوں جو فدیہ کے مستحق سمجھے جائیں تو انہیں فدیہ دینا بہتر ہے کیونکہ اس میں فدیہ کے ثواب کے علاوہ ہمسائیگت کے حق کا ثواب بھی ملتا ہے۔ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(محررہ 27 جنوری 1962ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم فروری 1962ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

خیال کے بھی ہیں کہ جمعۃ الوداع کے دن چار رکعت نماز پڑھ لو تو قضائے عمری ادا ہو گئی۔ یعنی جتنی چھٹی ہوئی نمازیں ہیں وہ ادا ہو گئیں، تین چار رکعتوں کے بدلے میں۔ اور اب نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جو نمازیں نہیں پڑھی گئی تھیں پوری ہو گئیں۔ پھر یہ سوچ کہ جمعۃ الوداع آئے گا تو چار رکعت نماز پڑھ لیں گے، پھر چھٹی ہو گی ایک سال کی۔ تو یہ کون تردّد کرے کہ پانچ وقت کی نمازیں جا کے مسجد میں پڑھی جائیں۔ ان کی ایسی حرکتوں پر تو اتنی حیرت نہیں ہوتی کہ انہوں نے تو یہ کرنا ہی ہے۔ کیونکہ مسیح محمدیؐ کا انکار کرنے والوں سے اس سے زیادہ توقع کی بھی نہیں جا سکتی لیکن حیرت اس بات پر ضرور ہوتی ہے کہ جنہوں نے اس زمانہ کے امام کو مانا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کر دیا اور پھر وہ اپنے دین کی حفاظت نہ کریں۔ عام حالات میں اتنی پابندی سے جمعہ پر نہیں آتے جس اہتمام سے بعض لوگ، اور یہ بعض لوگ بھی کافی تعداد ہو جاتی ہے، جس پابندی سے رمضان کے اس آخری جمعہ پر آیا جاتا ہے۔ حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں کے لیے بھی مسجد میں آؤ۔ تو ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم بھی دنیاوی دھندوں میں اتنے محو ہو جائیں کہ نمازیں تو ایک طرف، جمعہ کی ادائیگی بھی باقاعدگی سے نہ کر سکیں۔ اور اس بات کا اندازہ کہ ہم میں سے بعض احمدی بھی لاشعوری طور پر جمعۃ الوداع کی اہمیت کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ مسجدوں کی حاضری سے لگایا جا سکتا ہے۔ اگر آج کے دن ہم میں سے وہ جو عموماً جمعہ کا ناغہ کر جاتے ہیں، اتنی اہمیت نہیں دیتے جمعہ کو، اس لیے جمعہ پر آئے ہیں کہ رمضان نے ان میں تبدیلی پیدا کر دی ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اس کی عبادت کا ان میں شوق پیدا ہو گیا ہے اور انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم اپنے جمعوں کی حفاظت کریں گے اور باقاعدگی سے جمعہ کے لیے حاضر ہوا کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 نومبر 2003ء۔ خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 482-483)

سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ احمدیہ امریکہ

رمضان المبارک کی روحانی اور پرمسرت یادیں

(قسط اول)

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اپنی زندگی میں 64 سے زائد ایسے رمضان المبارک آئے ہیں جن کی یاد اور جن سے روحانی فائدہ اٹھانے اور ان میں خدا تعالیٰ کے جو افضال مشاہدہ کئے ان کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

میری پیدائش گولیکی ضلع گجرات کی ہے۔ کاغذوں میں مارچ 1951ء کی پیدائش کا اندراج ہے۔ میرے دادا جان سید پیر امیر احمد شاہ صاحب مرحوم اور ان کے بڑے بھائی سید پیر علی احمد صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ ہمارا خاندان گدی نشین تھا۔ ہمارے آباؤ اجداد کی بڑی گدی تھی۔ اس وقت بھی ہندوستان میں رجولی ضلع انبالہ کے علاقہ میں وہ قبر ہمارے بزرگوں کی موجود ہے جس پر ہماری گدی تھی اور پھر پارٹیشن کے وقت ہم رجولی سے گولیکی آ کر آباد ہوئے۔

میرے دادا جان پیر سید امیر احمد صاحب نے دو تین سال گولیکی میں گزارے۔ ایک چھوٹی سی دکان کی مگر نہ تجربہ تھا اور نہ سرمایہ، تو وہ دکان نہ چلی۔ چنانچہ اسے چھوڑ چھاڑ کر چنی گوٹھ ضلع بہاولپور میں سٹیشن سے قریباً دو میل دور میرے دادا جان نے زمین خریدی اور ہماری سب کی رہائش وہاں ہوگئی۔ میری عمر اس وقت قریباً 3-4 سال ہو گی جب ہم چنی گوٹھ آ کر آباد ہوئے۔

میرے دادا جان نے آتے ہی سب سے پہلے گھر کے باہر دروازہ کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی کچی مسجد بنوائی۔ رمضان المبارک کا تو مجھے کچھ یاد نہیں لیکن اپنے دادا جان کا عید کی نماز پڑھانا یاد ہے کہ الفضل سے پڑھ کر انہوں نے عید کا خطبہ دیا تھا۔ ہمارے ارد گرد چونکہ کوئی احمدی خاندان نہ تھا اس لئے دادا جان، دادی جان والد صاحب والدہ مرحومہ اور دو چچا کے ساتھ یہ عید پڑھنا یاد ہے۔ میرے والد صاحب سید شوکت علی صاحب نے ہماری تعلیم کی خاطر چنی گوٹھ سے پندرہ میل دور ایک اور شہر میں آ ڈیرہ لگایا۔ اس شہر کا نام احمد پور شرقیہ تھا۔ یہاں پر اس وقت دو احمدی خاندان تھے۔ جو ہمارے گھر سے بہت دور تھے، یہ مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب مرحوم جو بعد میں امیر ضلع بہاولپور بھی بنے اور ان کے بہنوئی چوہدری نذیر احمد صاحب تھے۔ یہاں پر اس کے علاوہ کوئی اور احمدی اس وقت نہیں تھا۔ یہ بھی گھر سے دور تھا اور آنا جانا بہت مشکل تھا۔ والد صاحب چوہدری رحمت اللہ صاحب کے پاس زیادہ وقت گزارتے تھے۔ ان کا ڈپو تھا چینی اور آٹے کا جسے وہ چلاتے تھے۔

یہاں پر رمضان المبارک کی گہما گہمی یاد ہے۔ شہر میں صبح سحری کے وقت جگانے کے لئے سائرن بھی بجتا تھا۔ اور محلہ کی گلیوں میں پیپا (کنستر) بجا کر اٹھانے والے بھی پھرتے تھے اور بلند آواز میں نعتیں وغیرہ بھی پڑھتے تھے۔

خاکسار کو نماز باجماعت کا شوق بچپن سے ہی تھا۔ محلہ کی مسجد میں جو غیر احمدیوں کی تھی ایک شام مغرب کے وقت میں وہاں چلا گیا اور نماز باجماعت پڑھ کر گھر آ گیا۔ تو والدہ مرحومہ محترمہ سیدہ مریم صدیقہ نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے میں نے بتایا کہ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھ کر آیا ہوں میری والدہ نے کہا کہ ہم احمدی ہیں اور احمدی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور بس انہوں نے اس طرح مجھے تعلیم دی۔

احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے

اگلے دن میں پھر مسجد چلا گیا اور نماز پڑھی۔ واپس آیا تو والدہ نے پوچھا کیا آج پھر غیر احمدیوں کی مسجد میں گئے تھے، میں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن میں نے آپ کی بات پر عمل کیا ہے۔ میں امام کے پیچھے بالکل کھڑا نہ ہوا تھا بلکہ امام سے ہٹ کر ایک طرف صف میں تھا۔ میری والدہ نے پھر مجھے اچھی طرح سمجھایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں تھا۔ میری اپنی سمجھ تھی بچپن کی میں نے سمجھا کہ امام کے بالکل پیچھے نہیں کھڑا ہونا۔

بہر حال یہ رمضان کی بات تھی کہ مسجد جانے کا شوق تھا اور اس طرح والدہ نے پہلی دفعہ سمجھایا کہ احمدی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اس کا کیا مطلب ہے! جب میں نے اس مسجد میں جانا چھوڑ دیا تو امام کے بیٹے جو عمر میں مجھ سے کہیں بڑے تھے مجھے پوچھنے لگے کہ تم مسجد نہیں آتے۔ میں نے بتایا کہ میں احمدی ہوں اور میری نماز آپ کے امام کے پیچھے نہیں ہوتی۔ وہ کہنے لگا تو اچھا تم مرزائی ہو، کافر ہو۔ میں نے کہا کہ ہم کیسے کافر ہیں؟ میری نماز تو اسی طرح ہی ہوتی ہے جس طرح آپ لوگ پڑھتے ہیں۔ کہنے لگا کہ نہیں تم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہو ان کے بعد۔ مجھے مسائل اور عقائد کا تو کچھ پتہ نہ تھا۔ نہ ہی ختم نبوت اور خاتم النبیین کا۔ یہ ضرور پتہ تھا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں اور اس وجہ سے احمدی ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں قرآن میں ہے کہ آنحضور آخری نبی ہیں۔ میں نے کہا کہ دکھاؤ کہاں لکھا ہے؟ وہ چونکہ عمر میں مجھ سے بڑا تھا اور امام کا بیٹا تھا کہنے لگا کہ میرے پاس اس وقت قرآن نہیں ہے۔ میں نے کہا اگر قرآن میں یہ ہوتا تو ہم کیوں نہ مانتے، ہمارے پاس بھی قرآن ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں گھر کے اندر گیا اور قرآن اٹھا لایا۔ حالانکہ میں کوئی قرآن پڑھا ہوا نہیں تھا نہ ہی مجھے ان مسائل کا علم تھا لیکن میں نے اسے بڑے زور دار الفاظ میں کہا کہ یہ لو قرآن اور دکھاؤ۔ وہ کچھ حیران ہوا، پتہ اسے بھی نہیں تھا۔ کہنے لگا کہ اپنے ابا سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ اس کے بعد میں اس مسجد میں بالکل نہ گیا۔ ایک اس قسم کا یہ رمضان بھی آج تک یاد ہے جس میں میری والدہ نے مجھے دو باتیں سمجھائیں کہ ہم غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ہم احمدی اس وجہ سے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ہم بے شک شہر میں رہ رہے تھے رمضان اسی طرح گزرتا تھا لیکن عید کے موقع پر ہم سب پھر چنی گوٹھ دادا جان اور دادی جان کے پاس عید کرنے چلے جاتے اور دادا جان عید کی نماز پڑھاتے۔ میرے والد صاحب سید شوکت علی صاحب کو دیکھا کہ وہ عید کے موقع پر جو ہمسائیوں کے بچے ہوتے تھے انہیں عیدی ضرور دیتے۔ دادا جان پیر سید امیر احمد کی وفات کے بعد یہ بھی یاد ہے کہ میرے والد صاحب نے عید کی نماز پڑھائی اور الفضل سے ہی خطبہ عید دیا۔ یہ ایک دور تھا رمضان المبارک کا جس کی یاد ابھی زندہ اور تازہ ہے۔

اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے جب خاکسار وقف کر کے ربوہ آیا اور یہ نومبر 1966ء کی بات ہے۔ ربوہ پہلی مرتبہ ہی آیا تھا۔ اس سے قبل کبھی ربوہ آنے کا موقع نہیں ملا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آتے ہی اجتماع خدام الاحمدیہ میں شرکت کی اور پھر جامعہ میں داخلہ لیا۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں رمضان المبارک

ربوہ میں جامعہ میں 7 سالہ رمضان کی رونقیں اور روحانی ماحول دراصل ایسا ہے کہ جس کی یاد آج بھی اسی طرح زندہ ہے۔ یہ یاد نہ بھلائی جا سکتی ہے اور نہ ہی بھولے گی۔ ان شاء اللہ۔

رمضان المبارک کے بابرکت ایام سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب، تحریک اور تحریص میں ہمارے پیارے استاد اور پرنسپل جامعہ احمدیہ سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم ومغفور کا بہت بڑا دخل ہے۔ آپ نے طلباء جامعہ کو مختلف پیرایوں میں، مختلف طریقوں سے اور پھر سب سے بڑھ کر اپنے عمل سے دکھا کر ہمیں رمضان سے استفادہ کی ترغیب دی۔ میں اپنے بارے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت سے لے کر آج تک رمضان سے جس قدر بھی استفادہ کی توفیق مل رہی ہے اس میں محترم میر داؤد احمد صاحب کا بہت بڑا دخل اور حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے ساتھ جگہ دے۔ آمین۔

ربوہ میں ہوسٹل میں رہائش تھی۔ رمضان میں تہجد کے لئے بہت جلدی قریباً تمام طلباء اٹھتے تھے اور قریباً سب کو ہی بڑے جوش اور پرسوز انداز میں تہجد پڑھتے دیکھا۔

جامعہ رمضان کے دنوں میں صبح 8 سے 12 بجے تک لگتا تھا۔ یعنی اپنے اصل وقت سے کچھ وقت کم کر دیا جاتا تھا۔ رمضان میں تلاوت کرنے کا طریق یہ تھا کہ کوشش ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ قرآن شریف کی تلاوت کی جائے۔ ہر طالب علم اس کوشش میں مصروف نظر آتا تھا۔ کیونکہ ایک بات محترم میر داؤد احمد صاحب اور دیگر اساتذہ کرام یہ بتاتے تھے کہ رمضان میں ایک تو وقت کا ضیاع بالکل نہ ہو اور دوسرے قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کی جائے۔ ہم ایسے کرتے تھے کہ جوں ہی ایک پیریڈ ختم ہوتا تو دوسرے استاد کے آنے تک تلاوت کرتے تھے یہ تو تھا جامعہ کے اندر۔ اس کے علاوہ صبح کو، شام کو، دوپہر کو جب بھی وقت ملتا تلاوت جاری رہتی۔ اور اس ثواب کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے کہ جو شخص قرآن شریف کا ایک حرف پڑھے گا اسے دس نیکیاں ثواب ہو گا۔ اور الم کی تیس نیکیاں شمار ہوں گی۔ اکثر طلباء کئی کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کی رمضان میں دہرائی کر لیتے تھے۔

مسجد مبارک میں درس القرآن

رمضان المبارک میں سب سے ضروری اور اہم بات مسجد مبارک میں درس القرآن میں شمولیت ہوتی تھی۔ محترم پرنسپل صاحب کی طرف سے ہدایت تھی کہ ہر ایک طالب علم جامعہ کو بلا استثناء درس میں شامل ہو۔ اس میں کوئی ڈھیل کوئی عذر اور کسی سستی کی گنجائش نہ تھی۔ خود پرنسپل صاحب بھی مسجد مبارک میں پہنچ کر وقت پر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور درس سنتے تھے۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے والی ہے کہ میر صاحب مرحوم نے اپنے عملی نمونہ سے سمجھایا حالانکہ وہ تو خود قرآن جانتے تھے، تفسیر اور معانی جانتے تھے لیکن اس کے باوجود سارا ماہ رمضان میں درس میں شامل ہوتے۔ ہمیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تاکید تھی کہ درس کے نوٹس بھی لینے ہیں۔ مستقبل کے لئے ہمیں تیار کر رہے ہوتے تھے کہ تم نے جماعتوں میں جا کر درس دینا ہے اس وقت علماء کا درس سنیں۔ ساتھ کے ساتھ نوٹس بھی لیں یہ بھی آپ کی ایک ضروری ہدایت تھی جس پر طلباء عمل کرتے تھے۔

آپ نے درجہ ثانیہ کے طلباء سے لے کر اوپر تک کے طلباء کو یہ ہدایت بھی کر رکھی تھی کہ تفسیر صغیر میں اندر سفید کاغذ لگوائیں تا کہ ان پر نوٹس لکھے جا سکیں۔

ہمارے زمانہ میں جن بزرگوں کا درس ہوتا تھا ان میں سے یہ نام یاد ہیں:

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب، حضرت مولانا قاضی نذیر احمد صاحب لائل پوری، سید میر محمود احمد ناصر صاحب اطال اللہ بقاء کم۔ حضرت مولانا عبد المالک خان صاحب، حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت، مولانا بشیر احمد بشارت صاحب سندھی مرحوم، مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب، مولانا ظہور حسین صاحب بخارا، مولانا غلام باری سیف صاحب، مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب، مولانا نور الحق تنویر صاحب، مولانا نور الحق صاحب انور سابق مبلغ امریکہ، مکرم مولانا مبارک احمد صاحب مرحوم پروفیسر عربی جامعہ احمدیہ۔

ان بزرگوں اور اساتذہ کرام کا درس یاد ہے اور ان کا مخصوص انداز اور طرز بھی یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین کو جزائے خیر دے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

رمضان المبارک میں ہمارا قیام ہوسٹل جامعہ میں ہوتا تھا اس لئے ہر طالب علم خود اپنے وقت پر اٹھنے کا پابند تھا کہ تہجد پڑھے اور سحری وقت پر کھائے۔ تاہم صل علیٰ پڑھنا اور اٹھانا، یہ عمل بھی جاری رہتا تھا۔

جہاں تک ربوہ کا تعلق ہے۔ سارے محلہ جات میں صل علیٰ پڑھ کر تہجد اور سحری کے لئے جگانے کا خدام اور اطفال کی طرف سے انتظام ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ مسجد مبارک میں مکرم مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم لائبریرین خلافت لائبریری کے مخصوص انداز میں لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرنا بھی یاد ہے۔ احباب کرام سحری ختم ہونے میں 20 منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

نماز تراویح کا انتظام ربوہ کی قریباً ہر مسجد میں ہوتا تھا تاہم جامعہ احمدیہ کے

طلباء مسجد مبارک میں جا کر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے اور محترم پرنسپل صاحب کی طرف سے حکم بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ خصوصاً آخری دو تین کلاسوں کے لئے یہ پابندی لازمی تھی۔

مسجد مبارک میں محترم قاری محمد عاشق صاحب، محترم قاری عاشق حسین صاحب، حافظ مظفر احمد صاحب، حافظ محمد صدیق صاحب کا تراویح پڑھانا یاد ہے۔

ایک اور خاص بات

محترم پرنسپل صاحب کی طرف سے جامعہ کے طلباء کو رمضان سے فائدہ اٹھانے کے لئے بعض اوقات اجتماعی نصیحت ہوتی تھی اس کے لئے باہر نوٹس بورڈ پر اعلان لکھ دیا جاتا تھا اور بعض اوقات انفرادی طور پر۔ اس میں ایک بات یہ تھی کہ افطاری سے چند منٹ قبل علیحدگی میں بیٹھ کر دعا کی جائے۔ یہ وقت قبولیت دعا کا ہوتا ہے اس پر اکثر طلباء عمل کرتے تھے اور اس کا بہت فائدہ ہوا ہے۔

مکرم میر داؤد احمد صاحب جو پرنسپل جامعہ تھے اس کے علاوہ بھی ان کے بعض اور دوسرے فرائض تھے۔ وہ ہر طالب علم کو ہر وقت ان کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے اتنے میسر نہ تھے جتنے دوسرے اساتذہ کرام۔ دوسرے اساتذہ کرام ہر کلاس میں جاتے تھے اور پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کے سوالوں کے جواب بھی دیتے تھے۔ خصوصاً رمضان المبارک کے حوالہ سے بات ہو رہی ہے تو مکرم میر داؤد احمد صاحب کے علاوہ درج ذیل اساتذہ کرام نے بھی طلباء کی روحانی تربیت کے لئے اپنی پوری جدوجہد کے ساتھ ساتھ راہنمائی بھی فرمائی ان میں سرفہرست مکرم ملک سیف الرحمان صاحب، مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف اور مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، مکرم مولانا نور الحق تنویر صاحب، مکرم مولانا ملک مبارک احمد صاحب، مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل اور مکرم مولانا محمد احمد صاحب ثاقب شامل ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

نوافل پڑھنے کی تحریک

ہم طلباء جامعہ کو جہاں دوسری باتوں کی طرف رمضان میں توجہ دلائی جاتی تھی وہاں پر کثرت سے نوافل پڑھنے کی بھی تلقین ہوتی تھی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعہ کی مسجد میں تو قریباً ہر نماز سے قبل یا جن نمازوں کے بعد نوافل پڑھنے جائز ہوتے، کثرت سے طلباء نوافل ادا کرتے۔ لیکن مسجد مبارک میں جا کر بھی نوافل کی ادائیگی کثرت سے ہوتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا درس القرآن

مسجد مبارک میں رمضان میں درس القرآن کے لئے دس علماء کو مقرر کیا جاتا تھا۔ ہر عالم تین دن درس دیتا تھا۔ گویا ہر ایک کے ذمے تین تین پارے درس دینا ہوتے تھے۔ 29 رمضان کو درس القرآن ختم ہوتا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا درس بھی سننے کی توفیق ملی۔ آپ آخری 3 سورتوں یعنی سورۃ الاخلاص اور معوذتین کا درس ارشاد فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ حضور رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ درس دینے کے بعد، آج میں دعا نہیں کراؤں گا تا کہ اس کی رسم ہی نہ پڑ جائے۔ اس لئے تمام احباب گھروں میں واپس جا کر افطاری کے وقت تک اپنا وقت انفرادی دعاؤں میں گزاریں۔

خاکسار کو یہ واقعہ اچھی طرح یاد تھا کہ ایسا ہوا ہے تاہم اس کی تصدیق کے لئے میں نے مکرم محترم مولانا محمد الدین صاحب ناز صدر صدر انجمن احمدیہ سے بذریعہ فون تصدیق کی ہے۔ انہوں نے جامعہ 1971ء میں پاس کیا تھا اور اسی طرح مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن سے بھی تصدیق کی ہے۔ انہوں نے جامعہ 1972ء میں جبکہ خاکسار نے 1973ء میں پاس کیا تھا۔

اعتکاف

محترم پرنسپل صاحب کی طرف سے اس بات کی بھی تحریک ہوتی تھی کہ طلباء مسجد مبارک میں اعتکاف بھی کریں۔ الحمد للہ خاکسار کو جامعہ میں تعلیم کے دوران متعدد مرتبہ مسجد مبارک میں اعتکاف کرنے کی بھی توفیق ملی۔

اعتکاف کے دوران قرآن مجید کی تلاوت، ذکر الٰہی، کتب حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کی توفیق کے علاوہ درس القرآن، نماز تراویح اور نماز تہجد کی سعادت ملتی رہی۔ سحری اور کھانا لنگر خانہ سے سب کے لئے آتا تھا۔ مگر جامعہ کے طلباء کے لئے حضرت سیدہ امۃ الباسط بیگم صاحب (بی بی باچھی) بلا ناغہ ہر روز گھر سے افطاری بنوا کر بھجواتی تھیں۔ کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ اعتکاف کے دوران وہاں آپ کی طرف سے افطاری نہ آئی ہو۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

ایک دفعہ تو یہ ہوا کہ جمعہ کے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ دعا گو بنے ہوئے ہیں اور لوگ ان کو ان کے خیموں میں کھانے پینے کی اشیاء دعا کی خاطر دے کر جاتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ اس شام کو جب محترم میر داؤد احمد صاحب کے گھر سے افطاری آئی تو میں نے واپس کر دی۔ عشاء کے وقت محترم میر داؤد احمد صاحب میرے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ شمشاد تم نے آج افطاری کیوں واپس کی۔ خیریت تو ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے آج حضور کا خطبہ نہیں سنا؟ فرمانے لگے کہ سنا ہے۔ میں نے کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ دعا گو بنے پھرتے ہیں اور ان کے ٹینٹوں میں لوگ کھانے پینے کی چیزیں دعا کی خاطر دے کر جاتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس لئے میں نے افطاری واپس کر دی۔ (افطاری میں سموسے اور مٹھائی وغیرہ ہوتی تھی) میر صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ مجھے اس بات کا علم ہے۔ وہ آپ کے لئے نہیں ہے۔ خدا آپ کو ان لوگوں میں سے نہ بنائے۔ میرا تعلق تو آپ کے ساتھ باپ بیٹوں جیسا ہے۔ میں نے عرض کی کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ کیوں خطبہ تھا۔ بہر حال حضور نے فرمایا ہے اس کی تعمیل ضروری تھی۔ آپ اگر یہ فرما رہے ہیں تو ٹھیک ہے کل سے بھجوا دیں۔ اس طرح جب بھی اعتکاف میں بیٹھتے ہمیں افطاری محترم میر صاحب کے گھر سے بی بی باچھی بنا کر بھجواتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ایک دفعہ خاکسار نے مسجد مبارک میں اعتکاف کیا تو ایک دو دن بعد مکرم میر داؤد احمد صاحب نے خاکسار سے دریافت فرمایا کہ شمشاد اعتکاف کیسا گزر رہا ہے؟ عرض کی کہ اعتکاف تو ٹھیک گزر رہا ہے لیکن مجھے ایک بیماری ہے کہ میں چائے کا عادی نہیں ہوں اور آج کل گرمی بہت ہے لسّی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں بس یہی بات ہوئی۔ اگلے دن صبح سحری کے وقت مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب (حضرت میر صاحب کے صاحبزادے) میرے لئے گھر سے بڑی مزیدار لسی لے کر آ گئے اور پھر بقیہ ایام میں ایسا ہی ہر روز ہوتا رہا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

استاذی المکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ذکر آیا ہے تو ایک اور واقعہ ایسا ہوا ہے کہ غالباً اسی رمضان کا ذکر ہے جس کے بارے میں اوپر لکھا ہے کہ اس وقت تک شاید لنگر خانہ سے کھانے کا انتظام نہ ہوتا تھا۔ ہر معتکف اپنے کھانے کا خود انتظام کرتا تھا خصوصاً صبح کے وقت سحری کے لئے۔ میرے لئے دقّت تھی کہ میں کھانا کہاں سے منگواؤں اور وہ بھی اپنی پسند کا۔

میں نے استاذی المکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی فکر نہ کرو۔ نیز فرمایا کہ ہمارے گھر سے آپ کے لئے سحری کے وقت کھانا آ جایا کرے گا۔ میں نے کہا یہ تو تکلیف ہو گی۔ فرمانے لگے کہ قطعاً نہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا ایک شرط پر۔ فرمانے لگے کہ وہ کیا۔ میں نے بے تکلفی سے کہا کہ اس کے لئے میں نے اپنی دادی جان سے گاؤں سے دیسی گھی منگوایا ہے۔ اس کے آپ نے پراٹھے بنوانے ہوں گے۔ فرمانے لگے کہ ٹھیک ہے۔ میں نے غالباً نصف کلو دیسی گھی ایک بوتل میں ڈال کر مکرم ملک صاحب کے حوالے کر دیا اور آپ کے گھر سے روزانہ دیسی گھی کے دو پراٹھے آنے لگے۔ اعتکاف گزر گیا تو خاکسار ملک صاحب کے گھر شکریہ ادا کرنے گیا تو محترم ملک صاحب نے مجھے مزید تحائف دے دیئے اور کاغذوں کے اندر لپٹی ایک بوتل بھی۔ میں نے وہ بوتل وہیں کاغذ سے علیحدہ کر کے دیکھی تو حیران رہ گیا کہ یہ تو وہی گھی کی بوتل ہے اور اسی طرح ہے۔ میں نے حیرانگی سے ملک صاحب محترم سے پوچھا کہ یہ کیا؟ فرمانے لگے کہ شاہ جہاں ثواب تو پھر پورا لینا چاہئے تھا۔ (محترم ملک صاحب خاکسار کو ''شاہ جہاں'' کے نام سے پکارتے تھے۔) اللہ تعالیٰ محترم ملک صاحب اور ان کی اہلیہ کو بہت جزا دے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ بہت محبت کرنے والے تھے۔

ایک اور واقعہ یاد آیا کہ ایک دفعہ اعتکاف کی درخواست دی لیکن خاکسار سے پہلے ہی مسجد مبارک میں مطلوبہ تعداد پوری ہو چکی تھی۔ خاکسار نے سوچا کہ مسجد مبارک کی بجائے جامعہ سے نزدیک تعلیم الاسلام ہائی سکول کی مسجد میں اعتکاف کر لیتے ہیں شاید کچھ اور طلباء بھی تھے۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ مکرم مولانا عبد الستار صاحب حال مبلغ انچارج کولمبیا میرے کلاس فیلو ہیں وہ ضرور تھے۔ ہم نے سکول کی مسجد میں اعتکاف کیا۔ 29 رمضان کو شام کے وقت خبر پھیل گئی کہ عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔ خاکسار اور مولانا ستار خان صاحب نے اپنے بستر باندھے اور ہوسٹل واپس پہنچ گئے۔ لیکن ابھی پہنچے ہی تھے کہ اعلان ہو گیا آج چاند نظر نہیں آیا روزہ کل ہو گا۔ چنانچہ ہم نے اپنے بستر دوبارہ سروں پر اٹھائے اور مسجد گئے اور اگلے دن شام کو اعتکاف پورا کر کے واپس آئے۔

اعتکاف کی بات ہو رہی ہے تو یہ واقعہ بھی لکھ دوں کہ 1986ء میں خاکسار مغربی افریقہ میں 8 سال خدمات بجا لا کر واپس ربوہ آیا تو غالباً اپریل کا مہینہ تھا جس میں رمضان المبارک آیا۔ خاکسار نے نظارت اصلاح و ارشاد میں اعتکاف کی درخواست دے دی جو منظور ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے خاکسار کو امیر المعتکفین مقرر کر دیا گیا۔ غالباً 35-40 احباب ہوں گے اعتکاف کے لئے جو مسجد مبارک میں تھے۔ خاکسار نے ایک دن سوچا کہ ان احباب سے تعارف تو کروں کہ کون کون ہیں کہاں کہاں سے ہیں۔ خاکسار ایک بہت ہی مخلص نوجوان سے ملا۔ اس کے حالات سنے، وہ 6 ماہ قبل احمدی ہوا تھا۔ اس نے اپنے اخلاص کے واقعات سنائے۔ خاکسار نے وہ باتیں سن کر کہ یہ نو احمدی ہے 6 ماہ ہی ہوئے ہیں حضور انور کو سیدھا لندن اطلاع کر دی۔

حضور کی طرف سے فوری طور پر نظارت اصلاح وارشاد کو ہدایت آئی کہ ایسا شخص جس کو احمدی ہوئے 6 ماہ ہوئے ہیں مسجد مبارک میں انہیں اعتکاف کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی۔ آئندہ کے لئے یہ ہدایت ہے کہ کسی نو احمدی کو مسجد مبارک میں اعتکاف کی اجازت نہ دی جائے۔ (الفاظ میرے ہیں۔ ہدایت یہی تھی)

ربوہ میں مختلف اوقات میں قیام کے دوران

پہلا دور جس کا ذکر ہوا ہے وہ جامعہ کا دور تھا۔ اس کے بعد خاکسار کو وقتاً فوقتاً ربوہ میں قیام کرنا پڑا اپنی ڈیوٹی کی وجہ سے مثلاً نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر نظارت اشاعت میں مکرم حضرت قاضی محمد نذیر صاحب جو لائل پوری کے نام مشہور تھے۔ اس وقت بھی رمضان ربوہ میں گزارنے کا موقع ملا۔ اس کی یادداشت کچھ یوں ہے:

1974ء میں جب جماعت کو قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تو اس کے کچھ عرصہ بعد جماعت پر پابندی لگا دی گئی کہ لاؤڈ سپیکر کا استعمال منع ہے۔ اس وقت تک رمضان میں مسجد مبارک ہی میں درس ہوا کرتا تھا۔ مگر اس پابندی کی وجہ سے پھر سب کا ایک جگہ اکٹھے ہو کر درس سننا مشکل ہو گیا۔ مسجد مبارک کے علاوہ محلہ کی دیگر مساجد میں درس کا انتظام ہوا۔

چنانچہ خاکسار کو ایسے تین مواقع یاد ہیں۔ محلہ دار الرحمت غربی میں ایک انتظام تھا۔ یہاں کے صدر حلقہ اس وقت مکرم بشیر احمد سیفی صاحب تھے۔ انہوں نے نظارت اصلاح و ارشاد سے اجازت لے کر خاکسار کی ڈیوٹی اپنے محلہ کی مسجد میں درس القرآن کی لگوائی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں رمضان المبارک کے ایام میں کچھ دن درس القرآن کی توفیق ملی۔

اس کے علاوہ مسجد اقصیٰ میں بھی درس القرآن کی ڈیوٹی لگی۔ مکرم رشید احمد صاحب ارشد جو کہ آج کل لندن میں چینی ڈیسک کے انچارج کے طور پر کام کر رہے ہیں ان کا درس دینا بھی مسجد اقصیٰ میں یاد ہے۔

اسی طرح رمضان المبارک میں محلہ دار العلوم غربی میں لجنہ کے تحت درس القرآن دینا یاد ہے۔ مکرم عبد الکریم صاحب شرما یہاں کے محلہ کی مسجد کے امام ہوتے تھے۔ آپ سابق مبلغ بلاد مشرقی افریقہ رہے ہیں۔ بہت نرم طبیعت کے مالک تھے۔ ان کی بیگم صاحبہ محلہ کی صدر لجنہ تھیں انہوں نے اصلاح و ارشاد سے اجازت لی۔ اور اس طرح خاکسار روزانہ ایک پارہ کا درس صرف لجنہ کو ان کے گھر میں دیتا رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مسجد راجیکی میں بھی کچھ عرصہ درس دیا ہے۔مسجد راجیکی کے سامنے ہی مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے وکیل المال اول تحریک جدید کا گھر تھا۔ ان کے علاوہ ایک اور خادم سلسلہ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب جو نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی کے شعبہ میں مکرم مولانا حضرت ابو العطاء صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے، وہ بھی اسی محلہ میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کے درجات بلند فرمائے۔ یہ دونوں بزرگ محبت سے پیش آتے اور درس کو سراہتے تھے۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء۔

یہ تو تھا دوران تعلیم رمضان المبارک کی ایک جھلک جو ربوہ اور ہوسٹل سے تعلق رکھتی تھی۔

میدان عمل میں رمضان المبارک

خاکسار نے جامعہ یکم مئی 1973ء میں پاس کیا۔ کچھ دنوں کے لئے حدیقۃ المبشرین میں کام کیا اور ایک دو ہفتہ ادارۃ المصنفین کے شعبہ میں مکرم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب کے تحت ہماری ساری کلاس نے قرآن شریف کی اشاعت میں کام کیا۔ اس کے بعد خاکسار کی تقرری نظارت اصلاح و ارشاد مقامی میں ہوئی۔ محترم مولانا احمد خان صاحب نسیم ناظر اصلاح و ارشاد مقامی تھے۔ آپ نے جون 1973ء میں خاکسار کی تقرری لاٹھیانوالہ ضلع لائل پور، حال فیصل آباد کی۔ یہ گاؤں فیصل آباد سے 10-12 میل کے فاصلہ پر تھا۔ میری والدہ محترمہ نے خاکسار کے لئے ایک بستر بند اور ایک صندوق تیار کر دیا۔ بستر بند میں بستر، گدا، چادر اور تکیہ اور کچھ کپڑے رکھ دیئے۔صندوق میں میری کتابیں تھیں۔

لاٹھیانوالہ میں رمضان المبارک

اب میدان عمل میں یہ پہلی جگہ تھا۔ یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مشہور جماعت تھی۔ جماعت کا رعب اور دبدبہ تھا۔ یہاں احمدیوں میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب جو چیئرمین کہلاتے تھے، صدر جماعت تھے۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ایک بزرگ معمر شخص تھے۔ بہت ہی مخلص تھے۔ صدر صاحب کو سب لوگ گاؤں میں چیئرمین صاحب کہتے تھے۔ اور مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کو ساری خواتین ماما اور سارے مرد چاچا کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے علاوہ مکرم بابا رحیم بخش صاحب، مکرم مستری رحمت اللہ صاحب، مکرم ہدایت نمبردار صاحب، ان کے بھائی مکرم غلام رسول صاحب، مکرم چوہدری سید احمد صاحب جو مکرم چوہدری محمد علی صاحب کے بھائی تھے مکرم مولوی سردار صاحب، مکرم فضل الٰہی صاحب اور ان کے بھائی مکرم محمد دین صاحب، مکرم احمد دین صاحب، مکرم رحمت علی صاحب یہ سب بزرگ اب وفات پا چکے ہیں اور دیگر احباب بہت مخلصین کی جماعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں پر مسجد ہے۔ اور اس وقت حالات اچھے تھے۔ احمدیت کی کوئی زیادہ مخالفت نہ تھی۔ البتہ 1974ء میں کچھ مخالفت ہوئی اور وہ بھی باہر سے مولوی منگوا کر انہوں نے ہمارے خلاف تقریریں کروائیں۔

یہاں پر پہلا رمضان آیا۔ خاکسار کے اندر رمضان اس طرح کرنے کا شوق تھا جس طرح ربوہ میں 7 سال دیکھا تھا۔ یہاں پر خاکسار نے روزانہ ایک پارہ درس دیا۔ نماز ظہر و عصر کے وقت حاضری تو کم ہوتی تھی کیونکہ سب زمیندار طبقہ تھا اس لئے زمینوں پر کھیتی باری کے لئے چلے جاتے تھے۔ میں ظہر کی نماز کے لئے ان کے کھیتوں ہی پر چلا جاتا تھا وہاں سب کو اکٹھا کر کے نماز ظہر پڑھا دیتا۔ نماز عصر کے بعد مسجد میں درس شروع کرتا اور مغرب کی نماز سے قبل ختم کر دیتا۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ گاؤں میں جس قدر لوگ ہوتے تھے ساری خواتین، بچے اور مرد، غیر از جماعت اور اپنی جماعت کے لوگ وہ گھروں میں درس سن لیتے کیونکہ لاؤڈ سپیکر کی آواز سارے گاؤں میں چلی جاتی تھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا میرا بھی اس طرح پورے قرآن کا درس دینے کا۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں درس ہوتا تھا۔ گاؤں کے غیر از جماعت نے اسے بہت پسند کیا۔ الحمد للہ

یہاں پر سب سے بڑا فائدہ لاؤڈ سپیکر کا تھا۔ نماز فجر سے بہت پہلے خاکسار آن کر لیتا اور اعلان کرتا کہ صبح ہو رہی ہے، نماز کا وقت ہے۔ آنحضرت ﷺ بستر سے جاگتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ آپ بھی یہ دعا پڑھیں اور جاگ جائیں اور نماز کے لئے مسجد آئیں۔ اس کے دو فائدہ ہوئے ایک تو یہ کہ ہمارے احمدی بھی مسجد آجاتے اور غیر احمدی اپنی مسجد چلے جاتے جنہوں نے نماز پڑھنی ہوتی۔ دوسرے یہ کہ صبح اٹھنے کی دعا گاؤں کے غیر احمدی لوگوں، خواتین اور بچوں نے بھی یاد کر لی۔ اسی طرح رات کو بھی خاکسار عشاء اور تراویح کے بعد اعلان کرتا کہ رات کو سونے کی دعا آنحضرت ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے۔ یہ دعا بھی سب گاؤں والوں نے یاد کر لی اور اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

نماز عشاء کے بعد درس حدیث یا درس ملفوظات کا یہاں پر موقع ملتا تھا۔ اس پر جماعت کی حاضری بہت اچھی ہو جاتی تھی۔ درس 10-12 منٹ کا ہوتا تھا کیونکہ صبح کو پھر لوگوں نے تہجد اور سحری کے لئے اٹھنا ہوتا تھا۔ جب خاکسار درس ختم کرتا تو کوئی نہ کوئی شخص یہ ضرور کہتا کہ شاہ صاحب یا مربی صاحب درس کا مزا تو ابھی آنا شروع ہوا تھا اور آپ نے ختم بھی کر دیا۔ خاکسار کہتا کہ صبح بھی تو اٹھنا ہے۔ اب بس اتنا ہی کافی ہے۔

یہاں کا ایک اور واقعہ ہے کہ بارشیں شروع ہو گئیں۔ کافی دن بارش ہوتی رہی۔ لوگوں کے مکانات کچے تھے، گرنے لگے۔ ایک دن خاکسار نے سوچا کہ لاؤڈ سپیکر پر بارش بند ہونے کی جو آنحضرت ﷺ کی دعا ہے وہ پڑھی جائے چنانچہ مسجد میں تو خاکسار اکیلا تھا۔ لاؤڈ سپیکر آن کیا اور اعلان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی یہ دعا میں پڑھتا ہوں آپ میرے ساتھ ساتھ سب لوگ دہراتے جائیں۔ خاکسار نے چند مرتبہ دعا پڑھی۔ لوگوں نے بھی دہرائی۔ خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور بارش تھم گئی۔ اس کا بھی وہاں کے غیر از جماعت لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ الحمد للہ۔ بلکہ میرے وہاں سے چلے جانے کے بعد ایک دفعہ پھر اس قسم کی بارشوں کا سلسلہ ہوا تو غیر از جماعت لوگوں نے وہاں احمدیوں سے کہا کہ تم اپنے پہلے مربی شاہ صاحب کو بلاؤ جو دعا کریں اور یہ سلسلہ بارشوں کا ختم ہو۔ یہ مجھے لاٹھیانوالہ کے احباب نے بعد میں بتایا تھا۔

لاٹھیانوالہ میں خاکسار نے رمضان المبارک میں وقف زندگی کی بھی تحریک کی۔ اس وقت مرکز کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر امراء اضلاع اور مربیان کو ہدایت ہوئی تھی کہ جماعتوں میں وقف زندگی کی بھی تحریک کریں تا زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس بچے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوں۔

خاکسار چونکہ ابھی جامعہ سے فارغ ہی ہوا تھا اور لاٹھیانوالہ پہلا سٹیشن تھا جامعہ کے ماحول سے بہت مانوس تھا۔ باوجودیکہ جامعہ سے فراغت ہو چکی تھی لیکن دل اسی ماحول سے اٹکا ہوا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے یہاں پر وقف زندگی کی تحریک کی اور میرے حساب سے بات بھی آئی گئی ہو گئی۔ یعنی اس وقت کسی نے اس کا Response نہ دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی اور کچھ لوگوں نے دل ہی دل میں اپنے بچوں کو وقف کرنے کی نیت کر لی کیونکہ میٹرک کی شرط تھی اور بچے ابھی چھوٹے تھے۔

چنانچہ جب میں لاٹھیانوالہ سے تبدیل ہو کر واپس مرکز ربوہ آنے لگا تو واپسی میں 4-5 دن کی تاخیر ہو گئی۔ جماعت والے بھی اور غیر از جماعت بھی خاکسار کی الوداعیہ دعوتیں کر رہے تھے۔ جس دن صبح خاکسار ربوہ جانے کے لئے تیار بیٹھا تھا تو قریباً صبح 8-9 بجے کا وقت ہو گا مسجد کے باہر جماعت کے لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا۔ سب ملنے کے لئے آرہے تھے تو اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جیپ آکر مسجد کے سامنے رکی۔ وہ جیپ مکرم مولانا احمد خاں نسیم صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مقامی کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔ تمہارا 4-5 دن سے انتظار کر رہا تھا۔ سوچا خود جا کر لے آؤں۔ میں تو تیار ہی بیٹھا تھا۔ آپ نے جب اتنا مجمع دیکھا تو فرمانے لگے کہ اچھا تم ان سب لوگوں کے ساتھ بس اڈہ تک چلو میں وہاں تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ مسجد سے بس اڈہ قریباً نصف میل پر تھا۔ خاکسار کا سامان تو جیپ میں رکھ دیا گیا تھا۔ میں اب احمدی دوستوں اور غیر احمدی لوگوں کے ساتھ بس اڈہ کی طرف جا رہا تھا۔ ابھی نصف راستہ ہی طے کیا ہو گا کہ پیچھے سے ایک شخص کی آواز آرہی تھی کہ شاہ صاحب! ذرا رک جاؤ۔ شاہ صاحب! ذرا رک جاؤ۔ انتظار کرو۔

میں نے مڑ کر دیکھا کہ ایک شخص اپنے ایک چھوٹے سے بچے کے ساتھ بھاگا آرہا ہے۔ اس نے سر پر ایک چھوٹا سا ٹرنک بھی اٹھایا ہوا ہے اور بستر بھی ہے۔ میں رک گیا۔ جب وہ نزدیک آیا تو وہ مکرم ہدایت علی نمبردار صاحب تھے۔ (نمبردار وہ مشہور تھا حقیقت میں نمبردار نہ تھا) وہ اپنے بیٹے کو جس کا نام جمیل احمد تھا، ساتھ لئے ہوئے تھا جس کی عمر قریباً چار یا پانچ سال تھی۔ مجھے کہنے لگا کہ شاہ صاحب! لو میرا بیٹا ساتھ لے جاؤ اب یہ تمہارا ہے۔ مجھے بات کی کچھ بھی سمجھ نہ آئی کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں میں تو نہیں لے جا سکتا۔ کہنے لگے کہ آپ نے وقف زندگی کی تحریک کی تھی تو میں یہ اب آپ کو دیتا ہوں اسے سلسلہ کے کاموں میں لگا لیں۔

مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں۔ میں تو خود اکیلا تھا شادی بھی ابھی نہیں ہوئی تھی، گھر بھی نہیں تھا۔ جا بھی میں مرکزی گاڑی میں رہا تھا کیا کروں؟ بس اسی لمحہ دل نے فیصلہ کیا کہ ٹھیک اس کو اپنے ساتھ لیا اور گاڑی میں بٹھا لیا۔

ربوہ پہنچ گئے۔ ربوہ میں میری والدہ اور چھوٹا بھائی اور چھوٹی بہن کرایہ کے گھر میں رہتے تھے۔ میں نے گھر جا کر امی سے کہا کہ امی اب یہ بھی بیٹا ہی ہے اس کو آپ نے رکھنا ہے اور ساری بات بتائی۔

اب اس بچے کی عمر ہی کیا تھی کہ میں اس کو وقف کر دیتا یا سلسلہ کے سپرد کر دیتا۔ خاکسار نے اپنی امی سے کہا کہ پہلے اس کو سکول میں پڑھاتے ہیں، چنانچہ اس کو سکول میں داخل کرا دیا اور یہ ہمارے گھر میں بچوں کی طرح رہنے لگا۔ اس نے غالباً پانچویں تک سکول میں تعلیم حاصل کی۔ پھر خاکسار نے سوچا کہ اس کو حافظ کلاس میں داخل کرا دیتا ہوں۔ چنانچہ اس کو حافظ کلاس میں داخل کرا دیا گیا۔ اس کے والدین بہت خوش ہوئے اور اس طرح یہ بچہ ہمارے گھر میں پلا۔ حافظ کلاس کی۔ میرا چونکہ لاٹھیانوالہ سے واپس آکر تھوڑے ہی دن میں نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت کرونڈی ضلع خیر پور سندھ تبادلہ ہو گیا۔ حفظ قرآن کے دوران اس بچے کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کی مختلف جماعتوں میں جا کر رمضان میں تراویح پڑھانے کے بھی مواقع میسر آئے۔ جب اس نے قرآن شریف حفظ کر لیا تو واپس اپنے گاؤں چلا گیا۔ اس دوران خاکسار کا تبادلہ کرونڈی سے مرکز اور پھر مرکز سے گھانا ہو گیا۔

میرے کہنے کا مطلب ہے کہ وقف کی تحریک لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہے۔ یہ تو ایک بچہ کا واقعہ ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے 3-4 بچوں کو یہاں سے وقف کرنے اور مربی بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو اب بھی خدمت سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

لاٹھیانوالہ میں رمضان اور جماعت کے دوسرے کاموں میں خصوصاً عزیزم اسد اللہ چوہدری صاحب نے اور مکرم عبد الرزاق صاحب جو ڈی سی کے نام سے مشہور تھے، اور چند اور نوجوانوں نے میری بہت خدمت کی ہے۔ عزیزم اسد اللہ تو آج کل آسٹریلیا میں ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے بعد میں لاٹھیانوالہ جماعت کا صدر بھی بنایا۔ مکرم چاچا محمد شریف صاحب جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے ان کے تینوں بیٹوں حفیظ احمد، منیر احمد مرحوم اور بشیر احمد نے بھی بہت خدمت کی۔ بشیر احمد ایک حادثہ میں معذور ہو گئے وہ آجکل لندن میں ہیں اور ان کے دو بیٹے حفاظت خاص میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح چوہدری محمد علی صاحب چیئرمین کے دو بیٹوں نے اور اب ان کے بچے بھی واقفِ زندگی ہیں جامعہ میں تعلیم حاصل کی ہے اور خدمت بجا لا رہے ہیں۔ الحمد للہ

کرونڈی ضلع خیر پور

خاکسار ایک سال لاٹھیانوالہ میں خدمت کی سعادت پانے کے بعد نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت کرونڈی ضلع خیر پور تعینات ہوا۔ یہاں پر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی مخلص جماعت ہے۔ یہاں پر جماعت کے صدر مکرم مقبول احمد صاحب تھے جو ایک تاجر پیشہ تھے اور خاندان میں سے صرف اکیلے احمدی تھے۔ یہاں پر مضبوط جماعت تھی۔ مسجد تھی لیکن چھوٹی اور کچی۔ اسے پختہ بنانے کا کام بھی ہو رہا تھا۔ فنڈز اور مسجد کی اجازت مل چکی تھی۔ اس کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا اس میں خاکسار کو مدد کرنے کی توفیق ملی۔

یہاں پر بھی خاکسار نے 3 رمضان گزارے اور ربوہ کی طرز پر ہی رمضان گزارنے کی توفیق ملی۔ یہاں پر لاؤڈ سپیکر نہ تھا۔ عصر اور مغرب کے درمیان

حاضری ہوتی تھی۔ مرد وخواتین کی الگ الگ جگہ تھی مسجد میں۔

روزانہ ایک پارہ کا درس خاکسار دیتا تھا۔ یہاں پر بعض احباب کے بچوں نے بعد میں وقف بھی کیا مثلاً اقبال پیرکوئی صاحب کے بیٹے مکرم محمد اکبر صاحب نے وقف کیا۔ جامعہ میں تعلیم حاصل کی اور اب افریقہ میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ پھر ایک اور بہت مخلص دوست مولوی عبدالکریم صاحب ہوتے تھے۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر پاشا صاحب جو اس وقت فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ یہ مکرم داؤد صاحب سٹیشن ماسٹر کے بھانجے ہیں۔ محمد یونس صاحب کے بیٹے، محمد صدیق صاحب بھی۔ اس کے علاوہ ایک اور دوست ماسٹر رشید احمد صاحب ہوتے تھے ان کے بیٹے فضل الٰہی صاحب کو وقف کرکے جامعہ میں پڑھنے کی توفیق ملی اور پھر قریباً 30 سال خدمات بجالا کر ریٹائر ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے دوسرے بیٹے عبدالعزیز صاحب نے بھی وقف کیا اور پاکستان میں مربی کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔ کیونکہ کرونڈی میں قیام کے دوران اس بات کی بھی بار بار تحریک کی گئی تھی کہ احباب اپنے بچوں کو وقف کریں۔ خدا تعالیٰ نے یہ سارے پھل عطا فرمائے۔ الحمدللہ

کرونڈی میں مکرم مولوی عبدالحق صاحب شہید کا خاندان آباد تھا۔ یہاں پر شہید مرحوم کے دو بیٹے اور بیوہ رہتی تھیں۔ مکرم ثناء اللہ صاحب اور مکرم چاچا یعقوب۔ مکرم ثناء اللہ صاحب اور ان کے بیٹے نصیر احمد صاحب اور چاچا یعقوب اور دیگر احباب ہروقت خدمت کے لئے کربستہ رہتے تھے۔ جماعتی کام جو ہوتا تھا مکرم نصیر احمد صاحب اور مکرم یعقوب صاحب بہت کام کرتے تھے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

کرونڈی میں قیام کے دوران جمال پور، بھریا روڈ، لاکھا روڈ، مہدی آباد، گوٹھ رحیم بخش، گوٹھ عبدالسلام عمر، باندی وغیرہ بھی جانا ہوتا تھا۔

گھانا مغربی افریقہ میں رمضان المبارک

خاکسار کی تقرری گھانا مغربی افریقہ کے لئے ہوئی اور مئی 1978ء میں خاکسار کے ساتھ ایک اور مربی مکرم حمید احمد ظفر صاحب ہم دونوں گھانا روانہ ہوئے۔ ایک رات ہم نے نیروبی میں قیام کیا وہاں پر اس وقت مکرم مولانا محمد منور صاحب امیر ومشنری انچارج تھے انہوں نے ہمیں ایئرپورٹ سے لے لیا اور مشن ہاؤس لے کر آئے اور خوب مہمان نوازی کی یہ رشتہ میں میری اہلیہ کے پھوپھا تھے۔ اگلے دن ہمارا جہاز نائیجیریا کے لئے روانہ ہوا۔ نائیجیریا میں اس وقت مکرم محمد اجمل شاہد صاحب امیر اور مشنری انچارج تھے۔ ان کے ساتھ مرحوم مفتی احمد صادق صاحب بھی خدمات بجالا رہے تھے۔ یہاں پر دو راتیں قیام کیا اور پھر ہمارا اگلا مستقر گھانا میں اکرا کا ہوائی اڈا تھا۔ ایئرپورٹ پر ہمیں مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج اور مکرم مولانا غلام احمد صاحب خادم حال مبلغ انگلستان، لینے آئے ہوئے تھے۔ ان دنوں میں گھانا کی جماعت نے قرآن شریف شائع کیا تھا۔ خاکسار اور حمید احمد ظفر صاحب اور مکرم غلام احمد خادم صاحب کو تین چار ماہ قرآن شریف کے سلسلہ میں خدمت کی سعادت ملی۔ اس کے بعد رمضان آ گیا۔ مکرم امیر وہاب ابن آدم صاحب نے حمید احمد ظفر صاحب کی تقرری تو کماسی میں کر دی اور وہ مستقلاً کماسی چلے گئے۔ خاکسار کی عارضی تقرری ایک گاؤں نیانکروم میں کر دی۔ یہ رمضان کے آنے سے صرف دو دن پہلے ہوا۔ خاکسار کو صدر جماعت کے نام خط مکرم محترم امیر صاحب نے دیا کہ وہاں جاکر انہیں دے دوں۔ کیونکہ وہ کافی ریموٹ جگہ تھی۔ ڈاک کا اس طرح انتظام بھی نہ تھا۔

خاکسار نے اپنا بوریا بستر لپیٹا اور خط لے کر روانہ ہوگیا۔ راستہ میں سویڈرو کا شہر تھا۔ یہاں ہمارا ایک بہت بڑا ہسپتال ہے اس کے انچارج مکرم ڈاکٹر لئیق احمد فرخ صاحب تھے حال کینیڈا۔ خاکسار ان کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ یہاں سے بس تبدیل کر کے آگے نیانکروم جانا تھا۔ اور بس کا اڈہ ان کے ہسپتال کے بالکل سامنے تھا۔ اومنی بس کی (گورنمنٹ بس) سروس ہوتی تھی۔

انہوں نے مجھ سے خط لیا اور اپنے کسی آدمی کو دے کر فوراً نیانکروم بھجوا تا کہ انہیں میری آمد کی اطلاع ہو جائے۔ خاکسار کو انہوں نے ایک رات اپنے پاس ہی رکھا۔ اگلے دن وہ اپنی کار میں اپنی اہلیہ کے ساتھ مجھے لے کر نیانکروم روانہ ہو گئے، عصر کے کچھ دیر قبل ہم نیانکروم پہنچ گئے۔ الحمدللہ

صدر جماعت کو ملے، وہ انگریزی نہ جانتے تھے بلکہ سارے گاؤں میں احمدیوں میں سے کوئی بھی انگریزی نہ جانتا تھا۔ چنانچہ ایک نوجوان ملے اس کا نام اسحاق تھا۔ اسے میرے لئے بطور ہاؤس بوائے اور ترجمان رکھا گیا۔

مکرم ڈاکٹر لئیق احمد صاحب اور ان کی اہلیہ نے سویڈرو سے آتے ہوئے میرے لئے کچھ کھانا اور مٹھائی تیار کر کے ساتھ رکھ لی تھی۔ جو مجھے انہوں نے رمضان کے لئے دے دی اور خود واپس چلے گئے۔

نیانکروم میں رمضان المبارک

دراصل اب یہاں سے میرے اصل کام کا آغاز ہوتا ہے اب میں تھا اور جماعت تھی۔ ادھر میرا یہ حال کہ ایک تو مجھے بھی انگریزی صحیح طور پر نہ آتی تھی۔ ماحول بھی بالکل مختلف تھا جہاں میرا ٹھکانہ تھا یعنی گھر وہ گاؤں کے ایک طرف تھا۔ اور وہاں سے لوگ اپنے کھیتوں کی طرف جاتے تھے۔ مکان کی شکل کچھ اس طرح تھی کہ نیچے زمین سے ستون اٹھے ہوئے تھے اور ان ستونوں پر فرش ڈال کر مکان بنایا ہوا تھا۔ اس مکان میں ایک بہت بڑا کمرہ اور ایک برآمدہ تھا۔ کمرے کے اندر خاکسار کا بستر تھا۔ وہاں سے مسجد پانچ منٹ کے فاصلے پر تھی۔

اگلے دن رمضان شروع ہونے والا تھا۔ رات کو مسجد میں گئے جماعت کے دوستوں سے تعارف ہوا۔ اب اس وقت ٹوٹی پھوٹی انگلش سے گزارا ہو رہا تھا اور مکرم اسحاق صاحب میرے ہاؤس بوائے کے علاوہ میرے ترجمان بھی تھے۔

اگلے دن صبح ہی میں نے اسحاق صاحب سے کہا کہ وہ میرے گھر آجائیں۔ صبح دس بجے کے قریب وہ آئے۔ میں نے اسے اپنے پاس بٹھالیا اور اسے کہا کہ دیکھو میرا لہجہ شائد تم نہ سمجھ سکو، انگریزی میں، اسلئے میں تمہارے سامنے قرآن شریف انگریزی میں ترجمہ اور جو کچھ میں نے کہنا ہوگا وہ لکھ لیا کروں گا۔ پھر میں آپ کو سنایا کروں گا اور جب مسجد میں جاکر درس دیا کروں گا۔ اس سے ایک تو آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں دوسرے لوگوں کو صحیح پیغام پہنچ جائے گا۔ چنانچہ خاکسار صبح ایک ڈیڑھ گھنٹہ اس کے ساتھ بیٹھ کر انگریزی میں بات چیت کرتا۔ وہ مجھے سمجھاتا کہ یہ لفظ ایسے کہنا ہے اور یہ لفظ ایسے۔ پھر شام کو ایک گھنٹہ اور اس کے ساتھ انگریزی میں لگاتا جس میں ریاض الصالحین کا ترجمہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کا، میں اسے پڑھ کر سناتا تا کہ جہاں تلفظ کی ادائیگی میں مجھ سے غلطی ہو وہ بتادے اور وہ بھی سمجھ جائے کہ نفس مضمون کیا ہے۔ تا کہ شام کو درس حدیث کے وقت سمجھانے میں آسانی رہے۔

چنانچہ رمضان کا پورا مہینہ اسی طرح چلتا رہا۔ مکرم اسحاق صاحب کے ساتھ صبح وشام قرآن کریم کا ترجمہ اور حدیث کا ترجمہ پڑھ کر سنانے اور الفاظ کی ادائیگی کی مشق ہوتی رہی اور یوں ایک مہینہ کی لگاتار کوشش کے بعد عیدالفطر کے اگلے دن جماعت نے پروگرام بنایا کہ ہم کھلے بندوں اس گاؤں میں تبلیغ کریں۔ اس کے لئے پیراماؤنٹ چیف سے ہمارے وفد نے جاکر ملاقات کی اور تبلیغ کے لئے اس کے پیلس کے سامنے ہی اجازت بھی لی۔ چنانچہ یہ پہلا موقع تھا کہ خاکسار نے دوتین سو کے مجمع میں تبلیغ کی اور احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ پیراماؤنٹ چیف بھی اس میں خود موجود تھے اور گاؤں کے دیگر عیسائی بھی۔ ہماری جماعت کے لوگ تو تھے ہی۔ الحمدللہ۔

اس گاؤں کی ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ ہماری مسجد کے علاوہ غیر احمدیوں کی بھی مسجد تھی، یعنی اور مسلمان بھی تھے۔ رات کو دو تین بجے ہمارے لوگ بھی اور ان کے لوگ بھی گاؤں کی مختلف گلیوں میں لوگوں کو جگانے کے لئے آوازیں لگاتے تھے۔ وہ قرآنی آیات تو نہ پڑھتے تھے مگر اپنی زبان میں ترجمہ کرتے پھرتے اور لوگوں کو تبشیر وانذار کرتے تھے تا لوگ نیند سے بیدار ہوں اور اٹھ کر عبادت اور سحری کریں۔

خاکسار نے اوپر مکرم ڈاکٹر لئیق احمد صاحب فرخ کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مع اہلیہ دوسرے تیسرے دن میرے پاس چکر لگاتے اور دوتین دن کا کھانا اور مٹھائی بھی لے آتے تھے اور یہ خدمت انہوں نے پورے رمضان میں کی ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہے اور ان دونوں کے لئے جذبات تشکر اور دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حضور سے اس نیکی کی خاص جزا دے۔ آمین

نیانکروم کے ساتھ بہت سی یادیں وابستہ ہوچکی ہیں ایک تو میرا پہلا سٹیشن تھا۔ دوسرے رہائش کی وجہ سے میرے کمرہ کے ساتھ جو برآمدہ تھا اس میں ایک بہت بڑا میز رکھا ہوا تھا اور ہمارے سب احمدی بھائی دیہاتی تھے۔ کھیتی باڑی کرتے تھے وہ شام کو جب کھیتوں سے واپس آتے تو ہر ایک میرے لئے اپنے کھیت سے تازہ چیزیں لے کر آتا مثلاً گنا، مرچ، بھنڈی، توری، ٹماٹر، انناس، پپیتا، یام، کنٹومرے، سبز پتے، انڈے، جس شخص کے پاس جو چیز بھی ہوتی بڑے اخلاص کے ساتھ وہ لے کر آتے۔ اور اس بڑے میز پر رکھ دیتے۔ ایسے لگتا تھا کہ گویا میرے پاس بھی فروٹ اور سبزی کی منڈی لگی ہوئی ہے۔ فریج وغیرہ تو تھا نہیں اب اس ساری چیزوں کا کیا کیا جائے۔

جو دوست صبح کے وقت خاکسار کو ملنے آتے، خاکسار یہ چیزیں ان میں تقسیم کر دیتا کیونکہ شام کو اور چیزیں آجاتی تھیں۔ کچھ اپنے ہاؤس بوائے اسحاق کو دے دیتا کہ وہ اپنے گھر لے جائے اور دوستوں میں تقسیم کر دے اور کچھ مکرم ڈاکٹر لئیق صاحب کو دے دیتا۔ یہ ان سب بھائیوں کا اخلاص تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ میں صرف اکیلا آدمی ہوں، کھا نہ سکوں گا یا میرے لئے بہت زیادہ ہے مگر ان کی محبت اور اخلاص کی یہ ایک چھوٹی سی جھلک ہے۔

خاکسار نے یہاں پر رمضان کا مہینہ گزارا اور پھر رمضان کے چند دن بعد مکرم امیر صاحب کا پیغام آیا کہ واپس آجاؤ۔ خاکسار کی تقرری ایک اور شہر کر دی گئی ہے۔ لیکن اس جگہ خاکسار کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا اور تجربہ بھی حاصل ہوا۔ الحمدللہ۔ اس کی یاد کبھی بھلائی نہ جا سکے گی۔

یہاں پر نہ بجلی تھی اور نہ ہی گھر میں کچن وغیرہ۔ پانی بھی بارش کا استعمال کرنا ہوتا تھا اور وہ سارا مہینہ بارشوں کا ہی تھا۔ الحمدللہ کہ ساری جماعت نے اخلاص کا مظاہرہ کیا، بہت عزت دی، خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

یہ گھانا میں میرا پہلا تجربہ رمضان شریف کا، درس دینے کا اور انگریزی زبان سیکھنے کا اور ماحول سے مانوس ہونے کا تھا۔

کوفوریڈوا میں رمضان المبارک

نیانکروم سے واپس آکر خاکسار کی تقرری مکرم امیر صاحب نے کوفوریڈوا میں کی یہ شہر تھا اور ریجنل ہیڈ کوارٹر اور حکومتی سطح پر ایسٹرن ریجن کا دارالخلافہ تھا۔ یہاں پر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی مخلص جماعت ہے۔ یہاں کے صدر مسٹر علی رئیس تھے جو بہت ہی مخلص دوست تھے۔ یہ بھی انگریزی نہ جانتے تھے۔ یہاں پر مشن ہاؤس ایک کرایہ کا مکان تھا جس میں مبلغ کی رہائش تھی ایک کمرہ میں اور برآمدہ میں پانچوں نمازیں اور جمعہ ہوتا تھا۔ ایک اور کمرہ تھا جس میں آفس تھا۔ اور جماعت کے عہدے دار بھی آکر کام کرتے تھے۔ خصوصاً جنرل سیکرٹری صاحب اور سیکرٹری صاحب مال اور سرکٹ مبلغ۔

کوفوریڈوا سے 6 میل دور ایک اور گاؤں تھا۔ یہاں پر ایک دوست مکرم عبدالحکیم شوئیں تھے جو اچھی انگریزی جانتے تھے۔ وہ جمعہ کے دن خطبہ کا مقامی زبان میں ترجمہ بھی کرتے تھے۔ (جاری)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

انجینئر محمود مجیب اصغر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے 29 رمضان المبارک کے ایک درس سے ایک ایمان افروز واقعہ

رمضان المبارک کے مہینہ میں ربوہ میں عموماً نظارت اصلاح وارشاد کے زیر انتظام مسجد مبارک میں درس قرآن کا ایک دور مکمل کیا جاتا تھا اور 29 رمضان المبارک کو خلیفہ وقت آخری تین سورتوں کا درس دیتے تھے اور دعا کرواتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ایسے ہی ایک غیر مطبوعہ درس سے ایک ایمان افروز واقعہ پیش خدمت ہے:

حضور انور نے سورۃ الناس کے درس کے دوران یہ واقعہ بیان فرمایا تھا

"... ہماری تاریخ میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک مجذوب پہاڑ کی کسی کھوہ میں رہتا تھا اور وہ کسی سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتا تھا ایک احمدی دوست اپنے کسی غیر از جماعت دوست کو تبلیغ کر رہے تھے تبلیغ کے دوران اس غیر از جماعت نے اصرار کیا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اس وقت مانوں گا جب وہ مجذوب آپ کی تصدیق کر دے لیکن اگر تم اسے ملنے کے لئے اس کے پاس گئے تو تمہیں بے نقط گالیاں دے گا اس لئے تم اس کی گالیاں سننے کے لئے تیار ہو کر جانا۔

اس احمدی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ جاؤ اس مجذوب سے تصدیق کروالو۔ چنانچہ وہ اس مجذوب سے ملنے کے لئے اس کی کھوہ کی طرف گئے اور ابھی وہ اس کھوہ کے قریب بھی نہیں پہنچے تھے اور اسے سلام کرنے اور اپنی طرف متوجہ کرنے کا ابھی انہیں موقع نہیں ملا تھا کہ وہ مجذوب خود ہی کھوہ سے باہر نکل آیا اور نہایت گندی گالیاں دینی شروع کیں اور کہنا شروع کیا

دوڑ جاؤ دوڑ جاؤ

مرزا سچا ہے مرزا سچا ہے

گویا خدا تعالیٰ نے اسے خود ہی سوال سمجھا دیا اور جواب بھی سمجھا دیا اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق کر دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات بھی جماعت کی اس دعا کی قبولیت کے نشان ہیں جب ہمیں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ تم دعا مانگو کہ میں پناہ مانگتا ہوں من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس

ایسے وسوسہ ڈالنے والوں کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر خود پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ ان لوگوں میں سے بھی ہیں جو دنیوی یا دینی لحاظ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اور عوام سے بھی ہیں۔

اگر تاریخ میں ایسی مثالیں نہ ملتیں جن میں سے ایک مثال میں نے نمونہ کے طور پر بیان کی ہے تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ تم یہ دعا تو کرتے ہو لیکن کیا پتہ کہ وہ دعا قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں پس خدا تعالیٰ نے ایسی مثالیں پیدا کر دیں تا ہم کہہ سکیں کہ جب خدا تعالیٰ دعا سکھاتا ہے اور بندہ نیک نیتی سے دعا کرتا ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔

غرض من الجنة والناس کہہ کر بتایا کہ وسوسے ڈالنے والے خواہ عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے یعنی وہ مل جل کر زندگی بسر کرنے والے ہوں یا تنہائی اور علیحدگی کی زندگی گزار ناپسند کرتے ہوں اگر تم ان کے شر سے پناہ لینا چاہتے ہو تو تمہیں میری طرف لوٹنا ہوگا اور مجھ سے دعائیں مانگنا ہوں گی مجھے میری طاقت اور ربوبیت کا واسطہ دینا پڑے گا پھر اگر تمہارے دل اخلاص سے بھرے ہوں گے تو تمہاری دعائیں قبول ہو جائیں گی اور تمہیں ان تمام فتنوں سے جن کا آخری دو سورتوں میں ذکر کیا گیا ہے محفوظ رکھا جائے گا"

نوٹ: (فوٹو کاپی جو عاجز کے پاس ہے میں درس کی ڈیٹ نہیں آئی تاہم آخر میں ایک نوٹ ہے)

آج بتاریخ 66/7/12 اس مضمون پر نظر ثانی کی گئی خاکسار (محمد صادق سماٹری)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

ناراضگی ہوگئی ہے۔ اِس بارہ میں بھی آپ نے مختلف نصائح اُس مجلس میں فرمائیں اور پھر یہ بھی فرمایا کہ: "جب تک سینہ صاف نہ ہو، دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہوسکتی"۔ فرمایا کہ یہ جو آپس میں لڑائیاں اور رنجشیں اور جھوٹی اَناؤں کی وجہ سے ایک دوسرے سے ناراضگیاں ہیں اِن کو چھوڑ دو اور دلوں کے بغض اور کینے نکال دو۔ کیونکہ اگر سینے میں یہ بُغض اور کینے ہیں تو فرمایا تیری دعا قبول نہیں ہوسکتی۔ فرمایا کہ "اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بُغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دنیا اور اُس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو"۔

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 218-217۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

آپ صبح سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ بعض احباب بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ کسی نہ کسی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہوتی تھی۔ 1908ء کی ایک صبح کی سیر کا ذکر ہے۔ یہ لمبی گفتگو تھی اس کا ایک حصہ مَیں نے لیا ہے فرمایا "بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر اُن کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اُس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (سورۃ النمل آیت:63)" (ملفوظات جلد نمبر 10 صفحہ 137۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء) (کہ کون کسی کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اُس سے دعا کرتا ہے اور تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔ کسی بے کس کی دعا اور مضطر کی دعا کو وہ سنتا ہے)۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اِن دعاؤں کو سنتا ہے۔

لاہور میں ایک مجلس میں جس میں غیر احمدی احباب بھی شامل تھے آپ نے ایک لمبی تقریر فرمائی جس میں دعا کے بارہ میں فرمایا کہ "اسلام سے سچی مراد یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کر لے"۔ فرمایا "مگر سچ یہ ہے کہ یہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا۔ ہاں اس میں کلام نہیں"۔ (اس میں کوئی شک نہیں) "کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے۔ لیکن اس مقام کے حصول کا اَصل اور سچا ذریعہ دعا ہے۔ انسان کمزور ہے۔ جب تک دعا سے قوت اور تائید نہیں پاتا اس دشوار گزار منزل کو طے نہیں کرسکتا۔ خود اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوری اور اس کے ضُعفِ حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النسآء: 29) یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اس کی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعویٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اس کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اُس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے۔" (پوری کوشش کرے) "اور اُس کے ساتھ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا، یہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے۔ اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشئ محض سمجھنا، یہ دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اُس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحے میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا۔ اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اُس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اُس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اُس میں لگا رہے"۔

(ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ 193-192۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

(خطبہ جمعہ 20/ مئی 2011ء)

---

	11 مئی 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:21	18:50
مدینہ منورہ	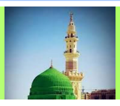	04:14	18:56
قادیان		04:02	19:16
ربوہ		03:43	18:55
اسلام آباد ٹلفورڈ	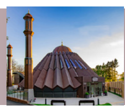	03:49	20:41